احادیثِ نزولِ عیسیٰ بن مریم علیہما السلام

اور منکرین حدیث کے اعتراضات کا علمی جائزہ (قسط:٦)

حافظ عبید اللہ

حدیث نمبر 1

”(امام بخاریؒ فرماتے ہیں) ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے لیث (بن سعد) نے بیان کیا، اُن سے ابن شہاب (زہری) نے، اُن سے (سعید) ابن المسیب نے، انہوں نے حضرت ابو ہریرہؓ کو یہ فرماتے سنا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، وہ زمانہ آنے والا ہے جب ابن مریم (عیسیٰ علیہ السلام) تم میں ایک عادل اور منصف حاکم کی حیثیت سے اتریں گے، وہ صلیب کو توڑ ڈالیں گے، خنزیر کو مار ڈالیں گے اور جزیہ کو ختم کر دیں گے۔ اس وقت مال کی اتنی فراوانی ہوگی کہ کوئی لینے والا نہ ہوگا۔“

(صحیح البخاری، حدیث نمبر: 2222)

راویوں کا تعارف:

قتيبة بن سعيد بن جميل الثقفي:

امام ابوبکر الاثرمؒ نے امام احمد بن حنبلؒ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے قتیبة کا ذکر کیا تو ان کی تعریف فرمائی۔ امام یحییٰ بن معینؒ نے فرمایا کہ قتیبة ثقہ ہیں۔ امام نسائی نے بھی انہیں ثقہ اور صدوق (سچا) فرمایا۔ امام ابو حاتم رازیؒ کے نزدیک بھی یہ ثقہ ہیں۔ عبد اللہ بن محمد بن سیار الفرهیانی نے فرمایا کہ قتیبة سچے ہیں، عراق میں (ان کے زمانے میں) کوئی ایسا بڑا عالم اور محدث نہیں جس نے اُن سے علم نہ حاصل کیا ہو۔ مکہ میں اُن سے احمد بن حنبلؒ، ابو خیثمةؒ، عباس العنبریؒ اور حمیدیؒ نے احادیث بیان کی ہیں۔ امام حاکمؒ فرماتے ہیں کہ قتیبة ثقہ اور مامون (جھوٹ سے محفوظ) ہیں۔ امام ذہبیؒ ان کے بارے میں فرماتے ہیں: ”شیخ الاسلام، محدث، امام، ثقہ، اسلام کے راوی“۔ حافظ ابن حجرؒ لکھتے ہیں: ”ثقہ اور ثبت ہیں“۔ امام ابن حبانؒ نے ان کا ذکر ثقہ راویوں میں کیا ہے۔ حافظ ابن حجرؒ نے تہذیب التہذیب میں ذکر کیا ہے کہ قتیبة بن سعید سے امام بخاریؒ نے 308 اور امام مسلمؒ نے 668 احادیث روایت کی ہیں۔ ان کی وفات سنہ 240 ہجری میں ہوئی۔

(التاریخ الکبیر، ج 7 ص 195 /الجرح والتعدیل، ج 7 ص 140 /تاریخ الاسلام، ج 5 ص 902 /سیر اعلام النبلاء: ج 11 ص 13 / تھذیب التھذیب: ج 8 ص 358 /. تقریب التھذیب: ص 454 /الثقات لابن حِبان: ج 9 ص 20)

لیث بن سعد بن عبدالرحمن الفهمي المصري

ابن سعدؒ کہتے ہیں لیث ثقہ اور بہت زیادہ حدیثوں والے تھے۔ احمد بن حنبلؒ کا کہنا ہے کہ لیث ثقہ اور ثبت ہیں ،اہل مصر میں اُن سے زیادہ صحیح حدیثوں والا اور پکّا کوئی نہیں۔یحیٰ بن معینؒ سے منقول ہے کہ آپ نے لیث کو ثقہ اور ثبت (پکّا) کہا۔ابن المدینیؒ ،نسائیؒ اور عجلیؒ نے بھی انہیں ثقہ کہا ہے۔ابوحاتمؒ کہتے ہیں کہ میں نے امام ابوزرعہؒ سے پوچھا کہ لیث کی حدیث سے حجت پکڑی جاسکتی ہے؟ تو آپ نے فرمایا کیوں نہیں، نیز ابوزرعہؒ نے انہیں صدوق (سچا) کہا۔ ابن خراش نے بھی سچا اور صحیح الحدیث کہا ہے۔یحیٰ بن معینؒ نے امام مالکؒ سے نقل کیا ہے کہ آپ نے لیث بن سعد کو ایک خط لکھا جس میں انہیں بلند مرتبہ امام لکھا۔امام شافعیؒ سے منقول ہے کہ آپ نے فرمایا لیث بن سعد تو امام مالکؒ سے بڑے فقیہ ہیں لیکن ان کے شاگردوں نے (امام مالک کے شاگردوں کی طرح) ان کے علم وفقہ کو آگے نہیں پھیلایا۔احمد بن صالحؒ کہتے ہیں کہ لیث بن سعد تو امام ہیں ۔ابن حبانؒ نے اُن کے بارے میں کہا کہ وہ فقہ،تقوی،علم،فضل اور سخاوت میں اپنے زمانے کے سرداروں میں سے تھے۔ابویعلیٰ الخلیلی کا کہنا ہے کہ وہ بلاشبہ اپنے وقت کے امام تھے۔امام ذہبیؒ نے ان کے بارے میں لکھا کہ وہ امام،حافظ،شیخ الاسلام اور مصر کے عالم تھے۔

(الجرح والتعديل، ج7ص179 /سير اعلام النبلاء: ج 8 ص144 / تهذيب التهذيب: ج 8 ص 461 / الثقات لابن حِبان: ج7 ص360 / معرفة الثقات للعِجلي: ج2 ص 230 راوی نمبر 1565/تاريخ اسماء الثقات لابن شاهين، ص275)

تمنا عمادی کا ایک مغالطہ:

آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ ''لیث بن سعد'' کو امام احمد بن حنبلؒ اور امام یحیٰ بن معینؒ دونوں نے ''ثقہ اور ثبت'' کہا، لیکن منکرین حدیث کے ''محدث العصر'' نے اپنی ''محدثانہ'' تحقیق یوں پیش کی ہے کہ:

''لیث بن سعد المصری جو قریش کے آزاد کردہ غلام تھے، بہت سخت مدلّس تھے،امام احمد بن حنبل کہتے ہیں کہ ان کے استاد یحیٰ بن سعید القطّان،لیث سے سخت بدظن تھے،اس حد تک کہ ان کی بدظنی دور نہیں کی جاسکی (لسان الميزان ، ج ا ص ۲۱۳ ترجمہ حجاج بن ارطاۃ)''۔ (انتظارِ مہدی ومسیح،ص193)

وضاحت: عمادی صاحب نے ابن حجرؒ کی کتاب '' لسان الميزان '' کا حوالہ دیا ہے،ہمیں اس میں حجاج بن ارطاۃ کا ترجمہ نہیں ملا۔البتہ یحیٰ القطان کے حوالے سے یہ بات حافظ ذہبیؒ کی کتاب ''میزان الاعتدال'' میں ملتی ہے۔

قارئین محترم! عمادی صاحب نے یہاں بہت بڑا مغالطہ دیا ہے (یا انہیں مغالطہ لگا ہے)،امام ذہبی نے میزان الاعتدال میں ''حجاج بن اُرطاۃ'' کے ترجمہ میں امام احمد بن حنبل کے حوالے سے یحیٰ القطّان کا جو موقف بیان کیا ہے وہ ''لیث بن سعد المصري '' کے بارے میں نہیں بلکہ ''ليث بن ابي سليم الكوفي الليثي '' کے بارے میں ہے،عمادی صاحب نے حجاج بن اُرطاۃ کے ترجمہ میں یہ دیکھ لیا کہ یحیٰ القطّان کی ''لیث'' کے بارے میں رائے اچھی نہ تھی تو جھٹ سے

اس ''لیث'' کو لیث بن سعد المصری بنادیا، اگر یہ ''محدث العصر اور جامع العلوم'' صاحب اسی میزان الاعتدال میں ''لیث بن ابي سليم الكوفي'' کا ترجمہ بھی دیکھ لیتے تو انہیں امام احمد بن حنبل کے حوالے سے یحییٰ القطّان کی یہی بات وہاں بھی نظر آجاتی، جو اس بات کا ثبوت ہے کہ اس لیث سے مراد لیث بن ابی سلیم الکوفی ہیں نہ کہ لیث بن سعد۔

(دیکھیں: میزان الاعتدال، ج3ص420، ترجمه الليث بن ابي سليم الكوفي، دار المعرفة. بيروت)

محمد بن مسلم بن عبيدالله بن عبدالله بن شهاب الزهرى (ابن شهاب)

منکرینِ حدیث کا ہدف خاص طور پر وہ صحابہ کرام وتابعین حضرات رہے ہیں جن سے احادیث کی کثیر تعداد منقول ہے، مثال کے طور پر صحابہ کرام میں حضرت ابو ہریرہؓ خاص طور پر ان کا نشانہ ہیں، اسی طرح تابعین میں سے بھی انہوں نے ان حضرات کو نشانہ بنایا ہے جو کتب حدیث کے مرکزی راوی ہیں اور جن کے واسطے سے احادیث کی ایک کثیر تعداد منقول ہے، انہی شخصیات میں سے امام محمد بن مسلم زہریؒ بھی ہیں، منکرینِ حدیث کی اسی روش پر چلتے ہوئے جناب تمنا عمادی نے بھی امام ابن شہاب زہریؒ کے بارے میں لمبے چوڑے افسانے تراش کر اور آسمان وزمین کے قلابے ملا کر ان کی شخصیت کو داغدار کرنے کی ناکام کوشش کی ہے، لہٰذا ہم بھی قدرے تفصیل کے ساتھ ان کا تعارف کروائیں گے اور بتائیں گے کہ جناب عمادی صاحب جنہیں ان کے یارانِ طریقت ''محدث العصر'' کہتے ہیں کا مبلغ علم کیا ہے اور کس طرح انہوں نے خیالی تانے بانے بُن کر امام زہریؒ کے خاندان اور ان کے آبائی علاقے تک کو بدلنے کی کوشش کی ہے۔ سب سے پہلے امام ابن شہاب زہریؒ کا تعارف پیش خدمت ہے، اس کے بعد ہم جناب عمادی صاحب کی (بزعم خود) نادر تحقیقات کا جائزہ لیں گے۔

امام ذہبیؒ (متوفی 748ھ) نے ابن شہاب زہریؒ کا تعارف ان الفاظ کے ساتھ کروایا ہے:

''محمد بن مسلم بن عبيد الله بن عبدالله بن شهاب بن عبدالله بن الحارث بن زهرة بن كلاب بن مرة بن كعب بن لوى بن غالب . الامام ، العَلَم، حافظ زمانه، ابوبكر القرشي الزهرى المدنى نزيل الشام...... (الى ان قال)......فان مولده كما قاله دحيم وأحمد بن صالح في سنة خمسين ، وفيما قاله خليفة بن خياط سنة احدى وخمسين......''

محمد بن مسلم بن عبید اللہ بن عبداللہ بن شہاب بن عبداللہ بن حارث بن زہرہ بن کلاب بن مُرّہ بن کعب بن لوی بن غالب، معروف امام، اپنے زمانے کے (احادیث کے) حافظ (ان کی کنیت) ابوبکر تھی، مدینہ کے رہنے والے قریشی زہری خاندان سے تھے جو بعد میں ملک شام چلے گئے تھے...... دحیم اور احمد بن صالح کے مطابق آپ کی پیدائش سنہ 50 ہجری میں اور خلیفہ بن خیاط کے مطابق سنہ 51 ہجری میں ہوئی۔ (بعض نے سن ولادت 56ھ یا 58ھ بھی بتایا ہے)۔

(سير اعلام النبلاء، ج5ص326، مؤسسة الرسالة/ تذكرة الحفاظ، ج1ص108، دار الكتب العلمية)

حافظ ابن حجر عسقلانیؒ (متوفی 852ھ) نے ان کا تعارف یوں کروایا ہے:

''محمد بن مسلم بن عبید اللّٰہ بن عبداللّٰہ بن شھاب بن عبداللّٰہ بن الحارث بن زھرۃ بن کلاب القرشی الزھری وکنیتہ ابوبکر ،الفقیہ الحافظ متفق علی جلالتہ واتقانہ وثبتہ وھو من رؤوس الطبقۃ الرابعۃ.''

محمد بن مسلم قرشی زہری جن کی کنیت ابوبکر ہے وہ فقیہ اور (حدیث کے) حافظ تھے جن کی جلالتِ شان، پختگی اور درستگی پر تمام لوگوں کا اتفاق ہے، آپ (راویوں کے) چوتھے طبقے کی سرکردہ شخصیات میں سے ہیں۔

(تقریب التہذیب:ص506،دارالرشید۔حلب)

اپنی دوسری کتاب ''تہذیب التہذیب''میں لکھتے ہیں: أحد الأئمۃ الأعلام وعالم الحجاز والشام، مشہور ائمہ میں سے ہیں اور حجاز وشام کے عالم ہیں۔

(تہذیب التہذیب: ج9ص440،مؤسسۃ الرسالۃ)

امام احمد بن عبداللہ العجلیؒ (متوفی 261ھ) اِن کے بارے میں لکھتے ہیں:

''مدني تابعي ثقۃ ، ادرک الزھريُ من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم انس بن مالک، سھل بن سعد الساعدی وعبدالرحمن بن ایمن بن نابل ومحمود بن الربیع الانصاری وعبداللّٰہ بن عُمر وسائب بن یزید''۔

مدینہ کے رہنے والے ثقہ تابعی ہیں، انہوں نے نبی کریم کے صحابہ میں سے انسؓ بن مالک، سہلؓ بن سعد الساعدی، عبدالرحمٰنؓ بن ایمن بن نابل، محمودؓ بن ربیع انصاری، عبداللہؓ بن عمرؓ اور سائبؓ بن یزید کو پایا ہے۔

(معرفۃ الثقات للعِجلی، ج2ص253،مکتبۃ الدار۔مدینہ منورہ)

اب آیئے ابن شہاب زہریؒ کے بارے میں دوسرے ائمہ حدیث وجرح وتعدیل کے اقوال پر ایک نظر ڈالتے ہیں:

علی بن المدینیؒ نے کہا: ''چھ لوگ ایسے تھے جن پر لوگ حدیث کے معاملے میں اعتماد کرتے تھے، مدینہ والوں کے لئے ابن شہاب زہری، مکہ والوں کے لئے عمرو بن دینار، کوفہ والوں کے لئے ابواسحاق اور اعمش، اور بصرہ والوں کے لئے یحییٰ بن کثیر اور قتادہ۔''

علی بن المدینیؒ ہی سے منقول ہے کہ آپ نے فرمایا: ''کبار تابعین کے بعد مدینہ میں ابن شہاب، یحییٰ بن سعید، ابوالزناد اور بکیر بن عبداللہ سے بڑا عالم نہیں ہوا''۔ سفیان بن عیینہؒ نے فرمایا: ''میں نے ابن شہاب زہری کے بعد اہل حجاز اور اہل مدینہ کی احادیث کا یحییٰ بن ابی کثیر سے بڑا عالم نہیں پایا''۔ ایسی ہی بات ایوب سختیانیؒ سے بھی منقول ہے۔ عراک بن مالک مکیؒ سے سوال ہوا کہ مدینہ کا سب سے بڑا فقیہ کون ہے؟ تو انہوں نے کہا: ''میرے نزدیک اہل مدینہ کے سب سے بڑے عالم ابن شہاب زہری ہیں''۔ فقیہ مصر لیثؒ بن سعد نے فرمایا: ''میں نے ابن شہاب سے زیادہ علم جمع کرنے والا

اور اُن سے بڑا عالم نہیں دیکھا''۔ یہی لیث بن سعد کہتے ہیں کہ: ''میں نے ابن شہاب سے بڑا سخی نہیں دیکھا، وہ کسی سائل کو خالی ہاتھ نہیں لوٹاتے تھے یہاں تک کہ اگر اُن کے پاس دینے کے لئے کچھ نہیں بچتا تھا تو اپنے ساتھیوں اور غلاموں سے ادھار لے کر مانگنے والے کو دیتے تھے''۔ لیث بن سعد ہی کا بیان ہے کہ میں نے ابن شہاب زہری کو یہ کہتے سنا کہ: ''ایسا کبھی نہیں ہوا کہ میں نے کوئی چیز اپنے دل میں محفوظ کی ہو (یاد کی ہو) اور پھر بھول گیا ہوں''۔ معمر بیان کرتے ہیں کہ زہری نے اُن سے کہا: ''میں آٹھ سال تک سعید بن المسیب کے گھٹنے سے گھٹنا جوڑ کر بیٹھا رہا۔'' (یعنی آٹھ سال تک اُن سے علم حاصل کرتا رہا)۔ یحییٰ بن سعیدؒ نے کہا: ''جتنا علم ابن شہاب زہری کے پاس ہے اتنا کسی اور کے پاس نہیں''۔ عمرو بن دینار مکیؒ نے فرمایا: ''میں نے حدیث کو ابن شہاب سے زیادہ اچھا بیان کرنے والا نہیں دیکھا''۔ سفیانؒ نے کہا: ''جس وقت زہری کی وفات ہوئی اُس وقت اُن سے بڑا سنت کا عالم کوئی نہ تھا''۔ مکحول شامیؒ سے سوال ہوا کہ سب سے بڑے اُس عالم کا نام بتائیں جسے آپ ملے ہیں، تو انہوں نے فرمایا: ابن شہاب، سوال ہوا پھر کون؟ تو انہوں نے کہا: ابن شہاب، پوچھا گیا پھر کون؟ تو جواب دیا: ابن شہاب''۔ ایوب سختیانیؒ نے فرمایا: ''میں نے زہری سے بڑا عالم نہیں دیکھا''۔ امام مالکؒ نے فرمایا: ''ابن شہاب باقی رہ گئے اور لوگوں میں اُن جیسا کوئی نہیں''۔ امام مالکؒ سے یہ بھی منقول ہے کہ آپ نے فرمایا: ''جب زہری مدینہ منورہ میں داخل ہوجاتے تھے تو جب تک آپ مدینہ میں رہتے کوئی اور حدیث بیان نہیں کرتا تھا''۔ امام مالکؒ ہی کا قول ہے کہ: ''میں نے مدینہ میں ستر اسّی سال کے ایسے بوڑھے بھی دیکھے ہیں جن سے کوئی علم نہیں لیتا تھا، جب ابن شہاب آتے تھے جو کہ عمر میں اُن بوڑھوں سے چھوٹے تھے تو (اُن سے علم حاصل کرنے کے لئے) ان کے اردگرد لوگوں کا ہجوم جمع ہوجاتا تھا''۔ احمد بن حنبلؒ نے فرمایا: ''زہری لوگوں میں سب سے اچھی حدیث والے اور سب سے عمدہ سند والے ہیں''۔ ابوبکر ہذلیؒ نے کہا: ''میں حسن (بصری) اور (محمد) بن سیرین کی مجالس میں اٹھتا بیٹھتا رہا ہوں لیکن میں نے زہری سے بڑا عالم نہیں دیکھا''۔ محمد بن سعدؒ کہتے ہیں: ''زہری ثقہ اور حدیث اور روایت کا بہت زیادہ علم رکھنے والے تھے اور جامع فقیہ تھے''۔ معمرؒ نے عمر بن عبدالعزیزؒ کے بارے میں نقل کیا ہے کہ آپ نے اپنے ہم نشینوں سے کہا: ''کیا تم ابن شہاب کے ہاں حاضر ہوتے ہو؟ انہوں نے کہا: جی ہم ان کے ہاں حاضر ہوتے ہیں، تو عمر بن عبدالعزیزؒ نے فرمایا: ان کے پاس حاضر ہوا کرو کیونکہ اُن سے زیادہ سنت کا علم رکھنے والا کوئی نہیں رہا''۔ ابن ابی حاتمؒ نے اپنے والد ابوحاتم رازی سے نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا: ''زہری مجھے اعمش سے زیادہ محبوب ہیں، ان کی حدیث حجت ہے، حضرت انسؓ کے اصحاب میں سب سے پکے (ثبت) زہری ہی ہیں''۔

(التاریخ الکبیر، ج 1 ص220 /المعرفة والتاریخ لیعقوب بن سفیان، ج 1 ص620 وما بعد /تهذیب التهذیب: ج 9 ص445 وما بعد/سیر اعلام النبلاء: ج 5 ص326 وما بعد/الجرح والتعدیل : ج8 ص71 ومابعد/تاریخ ابن عساکر، ج55 ص 351 ومابعد /معرفة الثقات للعِجلي، ج1ص253 /ثقات ابن حِبان، ج 5 ص349 /تاریخ

الاسلام، ج3 ص 499)۔

جناب تمنا عنادی کی امام زہریؒ پر تنقید کا جائزہ:

جیسا کہ آپ نے پڑھا امام ابن شہاب زہریؒ مدنی ایک جلیل القدر تابعی ہیں جن کا اہل مدینہ کے علماء حدیث میں ایک بلند مقام تھا، ان کی جلالت شان اور ثقہ ہونے پر تمام ائمہ جرح وتعدیل ومحدثین کا اتفاق ہے، کسی ایک نے بھی ان کے حفظ، اتقان یا عدل کے حوالے سے ان پر تنقید نہیں کی، نیز تمام علماء انساب وائمہ جرح وتعدیل کا اتفاق ہے کہ امام زہریؒ اصلاً مدنی ہیں اور خاندان قریش کے چشم وچراغ ہیں، کسی ایک ماہر انساب نے بھی یہ نہیں لکھا کہ آپ کا اصل وطن شام تھا اور آپ قریشی نہ تھے، ان سب شہادات کے ہوتے ہوئے انیسویں صدی عیسوی میں پیدا ہونے والے ایک شخص کی امام زہریؒ کے خاندان یا آپ کی ذات پر تنقید کی کوئی حیثیت نہیں رہ جاتی اور نہ اس پر توجہ دینے کی کوئی ضرورت ہے، لیکن چونکہ عوام الناس کو مغالطہ دینے کے لئے تحقیق کے نام پر تلبیس کو پیش کیا گیا، اور ثابت شدہ حقائق کو خیالی مفروضوں کے تانے بانے کا سہارا لے کر مشکوک بنانے کی کوشش کی گئی اس لئے ضروری ہے کہ جناب تمنا عمادی صاحب کی طرف سے امام ابن شہاب زہریؒ پر کی گئی تنقید کا جائزہ لیا جائے۔

تمنا عمادی صاحب کا فن یہ ہے کہ وہ پہلے ایک چیز فرض کرتے ہیں اور پھر اپنے اس مفروضے کو ثابت کرنے کے لئے اپنے ذہن میں دلائل کا تانا بانا بُنتے ہیں اور زمین وآسمان کے قلابے ملا کر سچ کو جھوٹ، سفید کو سیاہ اور اجالے کو اندھیرا ثابت کرنا ان کے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے، آئیے سب سے پہلے عمادی صاحب کی کتاب ''امام زہری وامام طبری۔ تصویر کا دوسرا رُخ'' سے چند اقتباسات پر نظر ڈالتے ہیں اور پھر آگے چلتے ہیں:

امام زہریؒ کے نسب اور وطن کے بارے میں تمنائی تلبیسات:

''ابن شہاب کا اصل وطن اور ان کا تجارتی کاروبار مقام ایلہ میں تھا اور یہ وہیں رہتے تھے...... غرض ایلہ زہری کا آبائی وطن تھا، ان کے جد اعلی کا نام شہاب بھی بتا رہا ہے کہ ان کا تعلق مصر یا شام کے اطراف سے تھا۔''

(امام زہری وامام طبری، ص 131-132)

''محدثین وائمہ رجال زہری کا سلسلہ نسب حسب تصریح ذیل لکھتے ہیں محمد بن مسلم بن عبیداللہ بن عبداللہ بن شہاب بن عبداللہ بن الحارث بن زہرہ بن کلاب بن مرّہ بن کعب بن لُوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر، یہی نضر ہیں جن کو قریش کہا جاتا ہے، مگر ائمہ تاریخ ونسب حارث بن زہرہ کے کسی بیٹے کا نام عبداللہ نہیں لکھتے اُن کے نزدیک حارث کے صرف ایک ہی بیٹے تھے عبد اور اُن کے بیٹے عبد غوث۔'' (امام زہری وامام طبری، ص 80)

''ابن شہاب کے خاندان کا قریش کے خاندان سے بھی رشتہ مصاہرت ومناکحت کا نہ ہونا اس کی صاف اور کھلی ہوئی

دلیل ہے کہ ان کو خاندان قریش سے کوئی نسبی تعلق نہ تھا اور یہ تو ہم اپنے مضمون میں ثبوت کے ساتھ لکھ چکے ہیں کہ ابن شہاب شامی تھے، ایلہ کے رہنے والے تھے، مدنی ہرگز نہ تھے، ان کے بنی زہرہ ہونے کے گمان پر محدثین ومؤرخین نے ان کو مدنی لکھ دیا ہے۔''

(امام زہری وامام طبری، ص 77-78)

''حقیقت یہ ہے کہ شہاب نہ فقط خاندان قریش بلکہ ان کے اوپر کے شجروں میں بھی دیکھیے تو کسی ایک فرد کا بھی یہ نام آپ کو نظر نہ آئے گا۔ خاص خاندانِ قریش میں یہ نام ایک اجنبی سا معلوم ہوتا ہے جو اس حقیقت کو واضح کر رہا ہے کہ یہ کوئی باہر کے آدمی تھے، یہ بخوبی ممکن ہے کہ بنی زہرہ کے موالی میں سے ہوں اور مولیٰ بنی زہرہ ہونے کی وجہ سے زہری وقریشی کہے جانے لگے'' (امام زہری وامام طبری، ص 85)

''قرینہ غالب یہ ہے کہ شہاب خود اپنے آخر وقت میں حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے ہوں اور اوائل اسلام ہی میں وفات پا گئے ہوں، یا عبداللہ الاکبر بن شہاب جو صحابی تھے یعنی زہری کے پڑ دادا، وہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر ایمان لائے ہوں، یا عبید اللہ بن عبداللہ بن شہاب، جو زہری کے دادا تھے وہ اپنے باپ کے انتقال کے وقت کم عمر ہوں اور باپ کے بعد عبداللہ الاصغر بن شہاب اپنے چچا کے زیر تربیت رہنے کی وجہ سے ان کے ساتھ بوقت بلوغ حالت کفر میں ہوں، مگر عبدالرحمٰن بن عوف کی تبلیغ کی وجہ سے مسلمان ہوئے ہوں، غرض قرینہ غالب یہی ہے کہ مذکورہ وجوہ کی بنا پر خود شہاب، یا عبداللہ بن شہاب، یا عبید اللہ بن شہاب بسبب ولایت عبدالرحمٰن بن عوف زہری کہلانے لگے۔'' (امام زہری وامام طبری، ص 85-86)

''صرف اس لئے کہ یہ بھی اپنے کو زہری نسباً ثابت کرتے رہے یہاں تک کہ انساب قریش پر ایک کتاب لکھ ڈالی اور حارث بن زہری کا ایک تیسرا بیٹا عبداللہ تصنیف کر کے اپنا نسب اس سے جوڑ دیا تو متاخرین ان کے دعوے پر اعتماد کر کے ان کو نسباً زہری سمجھنے لگے۔'' (امام زہری وامام طبری، ص 79)

قارئین محترم! حدیث کے کسی راوی کے قابل اعتماد ہونے یا نہ ہونے سے اس کے وطن یا خاندان کا کوئی تعلق نہیں، امام زہریؒ شامی ہوں یا مدنی، قریشی ہوں یا نہ ہوں، ان کے ثقہ، ثبت اور عالی مرتبت تابعی ہونے پر محدثین وائمہ جرح وتعدیل کا اتفاق چلا آ رہا ہے، پھر ان باتوں کو لے کر صفحات سیاہ کرنے سے عمادی صاحب کی کیا غرض ہوسکتی ہے؟ ہمارے خیال میں عمادی صاحب کی دشمنی امام زہریؒ سے نہیں بلکہ حدیث سے ہے، انہوں نے جب دیکھا کہ تابعین میں امام زہریؒ کے واسطے سے احادیث کی ایک کثیر تعداد مروی ہے تو انہوں نے امام زہریؒ کو نشانہ بنایا اور صد افسوس کہ غلط بیانی سے کام لیا۔

تمام ائمہ رجال وعلماء انساب نے امام زہریؒ کو مدنی بتایا ہے، کسی نے بھی نہیں لکھا کہ ان کا اصل وطن شام یا ایلہ تھا، امام ذہبیؒ نے **سیر اعلام النبلاء** میں ''**المدنی نزیل الشام**'' لکھا ہے یعنی اصل وطن مدینہ لیکن شام میں جا بسے۔

نیز خود امام زہریؒ سے منقول ہے کہ آپ نے فرمایا: **مکثتُ خمساً و اربعین سنة اختلف من الحجازِ الى الشامِ ومن الشامِ الي الحجازِ** ۔میں پینتالیس سال حجاز سے شام اور شام سے حجاز آتا جاتا رہا۔

(کتاب المعرفة والتاریخ، ج1 ص636)

اگر اس طرح کسی دوسری جگہ بسنے یا اپنے اصل وطن کے علاوہ کہیں زمین جائیداد ہونے سے کسی کا اصل وطن بدل جاتا ہے تو جناب تمنا عمادی صاحب کو ''پھلواروی'' یا ''بہاری'' کہنا غلط ہوگا کیونکہ وہ 1948ء میں ڈھاکہ اور پھر آخر عمر میں کراچی آ گئے تھے اور یہیں سنہ 1972ء میں ان کی وفات ہوئی لہٰذا اُن کا اصل وطن ان کی اپنی منطق کے مطابق ڈھاکہ یا کراچی ہوگا اور انہیں ''پھلواروی'' کہنا غلط ہوگا۔ پتہ نہیں عمادی صاحب پر انبیاء کی طرح وحی نازل ہوتی تھی کہ انہوں نے یقین کے ساتھ لکھ دیا کہ ''زہری کا آبائی وطن ایلہ تھا، اور وہ مدنی ہرگز نہ تھے'' جبکہ وہ خود تسلیم بھی کررہے ہیں کہ تمام ائمہ رجال ومحدثین نے امام زہریؒ کا جو نسب بیان کیا ہے اس کے مطابق وہ قریشی اور مدنی ہیں۔

عمادی صاحب نے سوائے اپنے خود ساختہ مفروضوں کے کوئی ٹھوس دلیل نہیں پیش کی جس سے ثابت ہو کہ امام زہریؒ مدنی نہیں تھے، انہوں نے ایک غلط بیانی بھی کی ہے کہ ''ائمہ تاریخ ونسب حارث بن زہرہ کے کسی بیٹے کا نام عبداللہ نہیں لکھتے'' آیئے دیکھتے ہیں اِن ''محدث العصر'' کی یہ بات درست ہے یا غلط۔ معروف ماہر انساب ابوعبداللہ المصعب بن عبداللہ الزبیری (متوفی 236ھ) اپنی کتاب ''نسب قریش'' میں ''حارث بن زہرہ'' کی اولاد کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''**وَوَلَدَ الحارِثُ بن زُهرَة: عَبداً ، و <u>عبدالله</u>، وأمهما : قيلة بنت ابى قيلة...... (الى ان كتب)...... ووهب بن الحارث بن زُهرة ، الذى يُقال له ذو القريّة ، وشهاب بن الحارث ، وأمهما : لُبنىٰ ابنة ابى سلمةبن عبدالعُزّىٰ......الخ** ۔'' حارث بن زُہرہ کے دو بیٹے ''عبد'' اور ''عبداللہ'' تھے جن کی ماں کا نام قیلة بنت ابی قیلہ تھا ......اور دو بیٹے وہب بن الحارث اور شہاب بن الحارث بھی تھے جن کی ماں کا نام لبنٰی بنت ابی سلمہ بن عبدالعزّیٰ تھا۔

(نسب قریش، ص265، دارالمعارف۔القاہرۃ)

پھر ''عبداللہ بن حارث بن زُہرہ'' کی اولاد کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے:

''**وَوَلَدَ عبداللّٰهِ بن الحارثِ بن زُهرة شِهاباً ، وأمّه : اُميمَة بنت عامر بن ربيعة بن عمرو بن هلال بن اُهيب بن ضبّة بن الحارث بن فِهر ، وإليه يُنسبُ ابنُ شِهاب المحدّث ، وابن شهاب المحدّث اسمه: محمد بن مسلم بن عُبيدالله بن عبدالله الأصغر بن شِهاب، وأمه من بنى الدُّئَلِ** ۔''

عبداللہ بن حارث بن زہرہ کے بیٹے شِہاب تھے، ان کی ماں کا نام امیمۃ بن عامر تھا، اور محدث ابن شہاب کی نسبت انہی (شہاب) کی طرف ہے، ان کا نام محمد بن مسلم بن عبیداللہ بن عبداللہ اصغر بن شہاب تھا، ان کی ماں بنی دُئل سے تھیں۔

(نسب قریش، ص274، دارالمعارف۔القاہرۃ)

امام ابن حزم اندلسیؒ (متوفی 456ھ) لکھتے ہیں:

''وَوَلَدُ الحارث بن زُهرة بن كلاب : وَهب ذو القرية ، وأهيب، وعبداللّٰه ، وعبد، انقرض وهب وأهيب ، وَوَلد عبداللّٰه بن الحارث بن زهرة : شهاب ، فولد شهاب بن عبداللّٰه: عبدالجانّ، سمّاه رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم عبداللّٰه، وهو الأكبر من مهاجرة الحَبَشَةِ ، مات قبل الهجرة الى المدينة ، ولا عقب له، وعبداللّٰه الأصغر بن شهاب ، شَهِدَ اُحداً مع مع المشرِكين، ثُمَّ اسلَمَ بعدُ، فولد عبداللّٰه الأصغر بن شهاب بن عبداللّٰه بن الحارث بن زُهرة: عُبيداللّٰه ، فولدُ عُبيدِ اللّٰه : مُسلِم، فوَلَدُ مُسلِم: عبداللّٰه، ومحمّد، وهو الفقيه أبوبكر الزُّهرى المُحَدِّث ۔'' حارث بن زُہرۃ بن کلاب کے بیٹوں کے نام: وہب، اہیب، عبداللہ اور عبد تھے، وہب اور اُہیب کی آگے کوئی اولاد نہیں چلی، عبداللہ بن حارث بن زہرۃ کے بیٹے شہاب تھے، پھر شہاب بن عبداللہ کے ایک بیٹے عبدالجان تھے، جن کا نام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ رکھ دیا تھا، انہیں (عبداللہ) الاکبر کہا جاتا ہے، یہ حبشہ کی طرف ہجرت کرنے والوں میں سے ہیں، ان کی وفات ہجرتِ مدینہ سے پہلے ہوگئی تھی اور ان کی بھی آگے نسل نہیں چلی، اور رہے عبداللہ اصغر بن شہاب، تو یہ غزوہ احد میں مشرکین مکہ کی طرف سے شریک ہوئے تھے، پھر بعد میں مسلمان ہوگئے، ان عبداللہ اصغر بن شہاب کے بیٹے تھے عُبید اللہ، پھر عبید اللہ کے بیٹے تھے مسلم، اور مسلم کے دو بیٹے تھے، عبداللہ اور محمد، (یہ محمد) فقیہ اور محدث ابوبکر زہری تھے۔

(جمهرة انساب العرب، ص130، دارالمعارف۔القاہرۃ)

حافظ یوسف بن عبدالبرّ القرطبیؒ (متوفی 463ھ) عبدالله بن شهاب کا تعارف کراتے ہوئے لکھتے ہیں:

''عبداللّٰه بن شهاب بن عبداللّٰه بن الحارث بن زُهرة بن كلاب القرشى الزهرى، وهُو جدُّ ابن شهاب الزُهرى الفقيه ۔'' عبداللہ شہاب بن عبداللہ بن الحارث بن زہرہ بن کلاب قرشی زہری، یہ ابن شہاب زہری فقیہ کے دادا ہیں۔

(الاستيعاب فى أسماء الأصحاب: ج1 ص554، دارالفکر بیروت)

اور مزے کی بات یہ ہے کہ خود تمنا عمادی صاحب نے حافظ ابن عبدالبرّ کا یہ حوالہ نقل بھی کیا ہے جس میں ''حارث بن زہرہ'' کے بیٹے ''عبداللہ'' کا صریح ذکر ہے (امام زہری و امام طبری، ص81)۔

محترم قارئین! یہ ہم نے ان کتابوں کے حوالے پیش کیے ہیں جو انساب و معرفۃ رجال کی معروف کتابیں ہیں، اور آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ ان کتابوں میں حارث بن زہرہ کے بیٹے عبداللہ کا صریح طور پر ذکر ہے اور پھر انہی کی اولاد میں امام محمد بن مسلم زہری کا بھی ذکر ہے، پھر نہ جانے عمادی صاحب نے یہ غلط بیانی کیوں کی کہ ''ائمہ تاریخ و نسب حارث بن زہرۃ کے کسی بیٹے کا نام عبداللہ نہیں لکھتے، ان کے نزدیک حارث کے صرف ایک ہی بیٹے تھے عبد اور ان کے بیٹے

عبدعوف''۔اور پھر خود ہی حافظ ابن عبدالبرؒ کا حوالہ ذکر کر کے اپنی بات کو غلط بھی ثابت کر دیا۔

جھوٹ بولا تو عمر بھر بولا   تم نے اس میں بھی ضابطہ رکھا

پھر کیا خوب استدلال ہے کہ چونکہ ''شہاب'' نام خاندانِ قریش میں آپ کو نظر نہیں آئے گا لہٰذا ثابت ہوا کہ شہاب قریشی نہیں''۔یعنی بقول عمادی صاحب کسی قبیلے کے حقیقی ناموں کے لیے یہ ضروری ہے کہ وہ نام سلسلہ نسب میں بار بار آئیں۔اب اگر اس ''تمنائی منطق'' کو مزید وسیع کر دیا جائے تو ''لؤی''، ''عدنان''، ''فھر'' اور ''معد'' جیسے ناموں کا قریشی ہونا مشکوک ٹھہرے گا کیونکہ ان ناموں کا تکرار نسب قریش میں نظر نہیں آتا۔

عمادی صاحب کو اچھی طرح علم تھا کہ تمام ائمہ رجال ومحدثین کے نزدیک امام زہریؒ کا مدنی اور قریشی ہونا متفق علیہ ہے لیکن اس کے باوجود وہ ''میں نہ مانوں'' کی ضد پر قائم ہیں جس کا علاج اللہ کے سوا کسی کے پاس نہیں، لکھتے ہیں ''یہ بھی (یعنی امام زہری۔ناقل) اپنے کو زہری نسباً ثابت کرتے رہے یہاں تک کہ انساب قریش پر ایک کتاب لکھ ڈالی اور حارث بن زہرہ کا ایک تیسرا بیٹا عبداللہ تصنیف کر کے اپنا نسب اس سے جوڑ دیا تو متأخرین ان کے دعوے پر اعتماد کر کے ان کو نسباً زہری سمجھنے لگے''، کتنا بڑا دعویٰ بلکہ الزام ہے، کیا ماہرین انساب وعلم رجال نے کہیں یہ لکھا ہے کہ چونکہ امام زہریؒ نے اپنی کتاب میں حارث بن زہرہ کا ایک تیسرا بیٹا تصنیف کر کے اپنا نسب اس کے ساتھ جوڑ دیا ہے لہٰذا ہم اسی پر اعتماد کرتے ہوئے انہیں زہری لکھ رہے ہیں؟ یہ صرف عمادی صاحب کی خیالی دنیا ہے جس کی دلائل کے میدان میں کوئی حیثیت نہیں، نیز انہوں نے امام زہری کی اس کتاب کا نام نہیں لکھا جس میں انہوں نے حارث بن زہرہ کا ایک نیا بیٹا ''ایجاد'' کیا اور پھر اپنا نسب اس کے ساتھ جوڑ دیا، لیکن پھر بھی ان کی ضد ہے کہ تمام ماہرین انساب وعلماء رجال ومحدثین عظام کے بارے میں یہ قبول کیا جائے کہ انہیں امام زہریؒ کے نسب اور وطن اصلی کے بارے میں دھوکہ لگ گیا اور حقیقت چودھویں صدی ہجری کے ''محدث العصر'' صاحب پر منکشف ہوئی، اور کیسی عجیب بات ہے کہ خود ''قرینہ غالب یہ ہے کہ ایسا ہوا ہو ویسا ہوا ہو......'' اور ''یہ بخوبی ممکن ہے......'' جیسے الفاظ سے مفروضے پیش کر کے لوگوں کو مغالطہ دیا جا رہا ہے۔

امام زہریؒ کی ولادت باختلاف اقوال سنہ 50 اور 58 ہجری کے درمیان ہوئی اور وفات سنہ 124 ہجری میں ہوئی۔ جناب عمادی صاحب کی ولادت سے پہلے تقریباً بارہ سو سال کے عرصہ میں امام زہری کے ہم عصر، دوست، آپ کے مداح ونقاد اور ائمہ جرح وتعدیل گزرے، امام زہری پر ارسال اور تدلیس جیسی جرحیں کی گئیں، لیکن آپ کے نسب پر جرح کا کسی کو حوصلہ نہ ہوا اور نہ ہی آپ کے عجمی یا غیر قریشی ہونے کا کسی پر انکشاف ہوا، یہ راز کھلا تو صرف عمادی صاحب پر اور غالباً بذریعہ الہام ووحی ہی کھلا ہوگا کیونکہ آپ کا دعویٰ تو کتب رجال وجرح وتعدیل سے ناقل ہونے کا ہے اور ان کتب میں امام زہریؒ کا نسب قریشی اور مدنی ہی لکھا ہے۔

(جاری ہے)